نمبر ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء | جلد ۲



## حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات

مستقل طور پر اس عنوان کے تحت میں حضرت مسیح موعودؑ کے کلمات طیبات کا اقتباس انشاء اللہ العزیز درج ہوا کریگا ان کلمات طیبات میں ایک خاص برکت اور روح تاثیر ہے جو انسانی نفس کے تزکیہ اور اصلاح کے لئے معین ہے اخبارات کی اصل غرض تذکیر ہے اور اس سے بہتر ذریعہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس جلیل الشان انسان کے کلمات طیبات کو پیش کیا جاوے جو اس آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی غرض اور مقصد لیکر مبعوث ہوا۔ اللھم صل علیہ وبارک وسلم "۔ (ایڈیٹر)

### سلامتی کے شہزادے کا خطاب اپنی جماعت کو

اور میں اسوقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجا لاؤ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤگے کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھر رہی ہے سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو۔ نہیں بلکہ مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اسکے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں

چپکے چپکے پیدا وہ کرتا ہے سامان وبار
جس نے نفس دوں کو ہمت کرکے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اسکے آگے رستم و اسفندیار
گالیاں سُنکے دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدت گرمی کا محتاج ہے باران بہار

# حضرت خلیفہ ثانی سبز اشتہار کا موعود

(از قلم حضرت فاضل امروہوی)

## مرا یاد و ترا فراموش

"حضرت فاضل امروہی کی قلم سے ایک نادر مضمون گذشتہ اشاعت میں دے چکا ہوں آج آپکے ایک خطبہ کا کچھ حصہ درج کرتا ہوں امید ہے کہ حضرت فاضل امروہی اس سے فائدہ اٹھائینگے" (ایڈیٹر)

۶ر جنوری ۱۹۱۸ء کو آپنے ایک خطبہ پڑھا اور اس میں بتایا کہ یہ جبکہ صدہا الہام اس زور شور سے پورے ہوئے ہیں تو جو الہام ذریت طیبہ کے لئے ہیں کیا نہ پورے نہ ہونگے کلا و حاشا ضرور پورے ہونگے ایہا الاحباب! ان الہامات پر بھی کامل طور سے ایمان ہونا چاہئے ایسا نہ ہو کہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض کی وعید میں کوئی آجاوے۔ نعوذ باللہ!

خصوصًا ایسی حالت میں کہ آثار ان الہامات کے پورے ہونے شروع ہو گئے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے ہماری کل جماعت کے وہ امام ہیں اور انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے جیسی کہ الہام میں تھی اور سینے تو در اصل کچھ طور پر یہ سب آثار مشاہدہ کئے ہیں اسلئے

# جماعت احمدیہ اور لاہوری انجمن

لاہوری انجمن کے سکرٹری ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک چٹھی بعض اخبارات کو اس خیال سے بھیجی ہے کہ شاید انکی تحریر سے وہ اثر کم ہو جائے جو سالانہ جلسہ احمدیہ کی صدر انجمن کی کمی شاخوں کے پاس کردہ ریزولیوشنز سے پیدا ہونا یقینی ہے ڈاکٹر صاحب نے مجھے افسوس ہے کہ اس چٹھی کو شائع کرکے اپنی اور اپنی انجمن کی پوزیشن کو نازک بنا دیا ہے انہوں نے اپنی انجمن کے کارنامہ کو بطور دلیل پیش کیا ہے ان کارناموں میں سے انکی انجمن کا چندہ۔ ووکنگ مشن۔ ترجمۃ القرآن بڑی مدات ہیں۔ ان تمام مدات پر تفصیلی نوٹ انشاء اللہ کسی قریبی اشاعت میں درج کرنیکا ارادہ ہے

انجمن کے چندہ کے متعلق مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ انجمن نے جو رپورٹ پہلی اور دوسری مرتبہ ڈاکٹر صاحب شائع کی ہے اسمیں آخری رپورٹ اکتوبر ۱۹۱۵ء لغایت ستمبر ۱۹۱۶ء میں چندہ ممبران کی تعداد ۳۰۳ - ۶۲ - ۵۳ ہے اور اگر وہ ۱۷-۱۹۱۶ء کے چندہ ممبران کی تعداد شائع کر دیتے تو اصلیت معلوم ہو جاتی۔

ووکنگ مشن نہ انجمن اشاعت کے ماتحت نہ اسکے بجٹ آمد و خرچ پر انجمن کا اثر اور دخل خود اس رپورٹ مطبوعہ میں اسے خواجہ صاحب کا مشن قرار دیا ہے اگر اس طرح پر انجمن اشاعت اسلام شخصی تجارتی کاموں کو اپنے دائرہ عمل میں داخل کر سکتی ہے تو اسکی کامیابی میں کیا شبہ ہے ترجمۃ القرآن کا نام اگر انجمن اشاعت نہ لیتی تو بہتر تھا کیونکہ جس طرح پر جناب مولوی محمد علی صاحب نے صدر انجمن احمدیہ کے ایام ملازمت میں اسکا ترجمہ کیا اور کئی ہزار کی رقم اس پر خرچ ہوئی وہ پوشیدہ بات نہیں اسے اپنی کارگذاری قرار دینا ایسے لوگوں کا ہی کام ہو سکتا ہے جو خواجہ صاحب کے مشن اور رسالہ کو اپنا تحت بتاتے ہوں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنی جماعت کے تعلیمیافتہ ہونیکا بھی دعوی کیا ہے اور احمدی جماعت جسکا اصل مرکز قادیان ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ تعلق رکھتی ہے انکے متعلق کہا ہے کہ وہ عمومًا دیہاتی ہیں اگر دیہاتی سے مراد دہقان کے معنے

# گذشتہ صحبتوں کی یاد

## نمبر ۲



## بشپ لاہور کو دعوت۔ اسکا انکار
## پایونیر کی قبولِ چیلنج کیلئے ترغیب
## منارۃ المسیح اور ام المومنین ع

گذشتہ صحبتوں کی یاد کے پہلے نمبر میں بشپ لیفرائے صاحب کے ان لیکچروں کا مختصر ذکر کیا گیا ہے جو انہوں نے لاہور میں نبی معصوم اور زندہ رسول پر کئے۔ اس تقریب پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسند فرمایا کہ بشپ صاحب کو روحانی مقابلہ کے لئے بلایا جائے۔ چنانچہ حضور نے بشپ صاحب لاہور سے ایک "سچے فیصلے کی درخواست" کے عنوان سے ایک اشتہار ۲۵ رمئی ۱۹۰۰ء کو شائع کر دیا تھا۔ لیکن جب بشپ صاحب نے اسکا کچھ جواب نہ دیا تو ایک جماعت کی طرف سے بشپ صاحب کو ایک مطبوعہ چٹھی بھیجی گئی وہ چٹھی نہایت غیرت دلانے والی تھی اس چٹھی پر بشپ صاحب سے خط و کتابت کا مختصر سا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ چٹھی پایونیر اخبار میں شائع ہوئی اور پایونیر نے بشپ صاحب کو مقابلہ کے لئے تحریک اور ترغیب بھی دلائی مگر پہلوان حضرت رب الجلیل کے مقابلہ میں آنیکا حوصلہ نہ ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی خواہش تھی کہ یہ مقابلہ ہوتا کہ اس سے وہ بت مردم پرستی کا پاش پاش ہو جاوے جو انسان کی روحانی ترقیات کے لئے سخت روک ہے"

(۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو جوش تھا۔ اسکا کسی قدر ذکر گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے مگر اس سے بھی بڑھکر اس سے کسی قدر پتہ لگتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے تھے کہ اگر یہ مقابلہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور جلال کے اظہار کا ہوگا ہو جاوے۔ تو خیرات کریں اور صدقہ دیں اس سے آپکی فطرت کا پتہ لگتا ہے کہ کس طرح پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تکریم اور اظہار شان کے لئے آپ آرزوئیں کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ دنیا اس پیارے محبوب کی حقیقت سے آشنا ہو جاوے۔

انہیں ایام میں آپکے دل میں ڈالا گیا کہ منارۃ المسیح تعمیر کیا جاوے اسکے لئے پہلے مختلف جگہیں پیش ہوتی رہیں حضرت مولٰنا حکیم الامت خلیفۃ المسیح اول رضی نے اپنا مکان پیش کیا تھا کہ اسمیں بنایا جاوے لیکن حضرت کی

خواہش یہ تھی کہ مسجد بڑی بنائی جاوے مگر مسجد کا احاطہ اسوقت بہت ہی چھوٹا تھا حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کے مزار کے بالکل قریب اسکے احاطہ کی دیوار تھی باقی حصہ اگرچہ مسجد ہی کا تھا مگر غیر آباد پڑے رہنے کے باعث وہ عام لوگوں کا گذرگاہ سا بنا ہوا تھا جب حضرت نے ارادہ فرمایا تو اس حصہ کو احاطہ مسجد میں شامل کرنیکا ارادہ فرمایا بعض ہندو دوستوں نے جو ہمیشہ سے مخالفت کے عادی تھے مخالفت کی لیکن آخر تائید الہی نے انہیں خجل اور شرمندہ کیا وہ زمین مسجد کیساتھ ملحق ہوگئی اور حضرت نے فرمایا کہ یہ وہاں منارۃ المسیح تعمیر ہو اسکے بعد اعلان کیا گیا احباب نے اسمیں حصہ لیا اور حضرت نے ایک سو مخلص دوستوں کے گروہ کو خاص گروہ کے نام سے ممتاز کرکے اعلان کیا کہ وہ ایک ایکسو روپیہ دیدیں یہ باتیں اپنے اپنے مقام پر پھر ہیں آئینگی یہاں صرف ایک واقعہ کی تشریح کیلئے اسقدر میں نے لکھا ہے حضرت ام المومنین علیہا السلام نے ایک ہزار چندہ اس غرض کے لئے لکھوایا اور اپنے ایک مکان کی فروخت سے اسے پورا کرنیکا عزم فرمایا۔

یہ واقعہ سلسلہ عالیہ کی مستورات کے لئے خدمت دین کے لئے ایک اسوہ حسنہ ہے اور نیز یہ ثبوت ہے حضرت مسیح موعود ؑ کی صداقت کا کہ آپکی ہر ایک تحریک اور کام کو حضرت ام المومنین کسی طرح پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتے اور اسکے لئے اپنے اموال کو خرچ کرنے سے بھی دریغ نہیں فرماتی ہیں ان واقعات اور حالات کے متعلق حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رض ۲۰ رجب ۱۳۲۰ھ کو حضرت میر حامد شاہ صاحب کو ایک خط میں جو اطلاع دیتے ہیں وہ درج ذیل ہے یہ مختصر سا نوٹ کلید ہوگی ان واقعات کے جاننے کے لئے جو اسمیں آئینگے۔ ایڈیٹر

(۲۴)

## حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آپکا ملفوف پہنچا الحمد للہ عصر کیوقت حضرت کی خدمت میں عرض ہوا بشپ کا یہ معاملہ خدا تعالیٰ نے بھی خاص نگاہ سے دیکھا ہے ۲۷ جون کے پائونیر میں سارا انگریزی حرفاً حرفاً چھپا ہے اور ایڈیٹر نے اپنی طرف سے بہت عمدہ نوٹ دیا ہے اور بشپ صاحب کو ترغیب دی ہے کہ **اس مقدس چیلنج کو ضرور قبول کرے** اور لکھا ہے کہ اب مسلمانوں کی نگاہیں بڑے شوق سے بشپ صاحب کیطرف لگی ہیں یہ نوٹ جب سے پائونیر میں پڑھا ہے اسقدر خوش ہو رہا ہوں کہ پھولا نہیں سماتا یہ فقرہ اس کا سامان ہے کہ ہماری دعوت اس قدر کثرت سے اطراف عالم میں پھیل گئی ہے پائونیر ایک متعصب کرسچن اخبار ہے اگر خدا تعالیٰ اسکے قلب میں القا نہ کرتا۔ تو وہ اس چٹھی کو ردی میں ڈالدیتا۔



حضرت اقدس بھی ازحد خوش ہوئے ہیں کہ جس روز اسکی منظوری کا خط بشپ صاحب کی طرف سے آجائیگا ہم بڑی نیاز دینگے درحقیقت یہ جلسہ دنیا میں بے نظیر ہوگا ایک طرف مسیح موعود ؑ اور دوسری بطلان کا صنم عظیم یقیناً وہ دن کسر صلیب کا دن ہوگا آخر خدا تعالیٰ نے ایکدن لانا ہے اور وہ تقریباً بیسوں ہی سے آئیگا ممکن ہے یہی اسکی تقریب ہو۔

شملہ میں اسنے وہی لیکچر اپنے شروع کر رکھے ہیں جو لاہور میں دیئے تھے شملہ کی جماعت کی طرف سے پیر بلانے کے لئے تاکیدی خط حضرت کے نام آیا تھا مگر حضور اقدس نے فرمایا کہ ایک قدم بھی باہر رکھنا ہم درست نہیں سمجھتے۔

انگریزی چٹھی بکثرت ہم نے شملہ میں ارسال کر دی ہے پرسوں حضرت کو سر درد ہوا۔ اسی اثناء میں ایک اشتہار کشفاً دکھایا گیا اسمیں غزنویوں کا تذکرہ تھا۔ آخر ایک سطر میں تھوڑا سا لکھا ہوا یاد رہا وہ "منہ کالے" پھر الہام ہوا "شاہت الوجوہ" منہ کالے ہوگئے امید ہے کہ وہ وقت قریب ہے کہ وہ الہام پورا ہو وہ کافر جو کہتے

(باقی آئندہ)

جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب ہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان بنجاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔ اور اسکے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں مگر یہ ایکدن کا کام نہیں ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اول بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہانتک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں تب صبح اٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جز بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہانتک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قد افلح من زکّٰھا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ دیکھو میں ایک حکم لیکر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنیکا جہاد باقی ہے اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو۔ جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یضع الحرب یعنے جب مسیح آئیگا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔ سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں دلوں کو پاک کریں اور اپنے نفسانی رحم کو ترقی دیں

(۱۴۲)

اور درد مندوں کے ہمدرد بنیں زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے انکا دین پھیلے اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسبابوں کے جسمانی ضرورتوں کے لئے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب روحانی ضرورتوں کیلئے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں کو کام لیگا بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہونگے اور بہت سی چمکیں پیدا ہونگی جن سے بہت سی آنکھیں کھلجائینگی تب آخر میں لوگ سمجھ جائینگے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا ہے یہ سب غلطیاں تھیں سو تم صبر سے دیکھتے رہو کہ خدا اپنی توحید کے لئے تم سے زیادہ غیرتمند ہے اور دعا میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جنکا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کریگا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اسکی روشنی پھیلجاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایکطرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا کیونکہ خدا نے اپنی پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلیگی زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگنبوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری کر دیا ہے۔ سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کرے گی اور مسیح کا منارہ جسکا حدیثوں میں ذکر ہے دراصل اسکی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی ندا اور روشنی ایسی جلد دنیا میں پھیلیگی جیسے اونچے منارہ پر سے آواز اور روشنی دور تک جاتی ہے اسلئے ریل اور تار اور اگنبوٹ اور ڈاک اور تمام اسباب سہولت تبلیغ ... اور سہولت سفر [illegible]

# معارف القرآن

یہ باب خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ مستقل طور پر الحکم کے ان صفحات میں رکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن مجید کے حقایق و معارف انشاء اللہ تعالیٰ اسی کے فضل اور رحم سے درج ہوتے رہینگے۔ ابھی میں یہ اعلان نہیں کر سکتا۔ کہ وہ کس ترتیب اور اصل پر ہوں گے۔ لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ امر زیر نظر ہے کہ ہر پہلو سے قرآن کریم کی عظمت و جلال کا اظہار ہو۔ ان حقایق و معارف کے بیان کرنے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے خلفاء کا کلام میرے لئے مشعل راہ اور ماخذ اغراض ہوگا۔

ممکن ہے احباب نہیں نہیں جلد باز اور سطحی خیال کے لوگ اسے تکرار خیال کریں۔ مگر میں انہیں کہوں گا وہ تکرار بیان سے مکدر خاطر نہوں۔ کیونکہ اعلان صداقت کے لئے جدت لازمی نہیں۔ بلکہ تذکیر صداقت کے لئے تکرار و اعادہ لازمی چیز ہے۔

دیکھو کہ صداقت ایک ہی ہے اور ہمیشہ سے ایک ہی ہے۔ پھر اس کے اظہار و دعوت میں جدت اگر ہوسکتی ہے۔ بجز اسکے کہ اسے بار بار دہرایا جاوے یا یہ کہو کہ ایک ہی تخم کی مختلف موسموں میں بار بار کاشت کی جاوے تاکہ کسی وقت وہ بارگ و بار شجر بن جاوے۔

(۱۵)

قرآن کریم نے اس صداقت اعادہ و تکرار کا فلسفہ بھی خود ہی بیان کر دیا ہے۔ اس لئے اس باب کے دیباچہ میں اس کا اظہار ہی ایک مسکت جواب ہو سکتا ہے۔ فرماتا ہے۔ انظر کیف نصرف الآیات لعلھم یفقھون۔ دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس طرح پھیر پھیر کر پیش کرتے ہیں۔ اس تصریف و تکرار کی علت غائی کیا ہے؟ تاکہ لوگ سمجھیں اور عقل و بصیرت حاصل کریں۔

پس اگر تکرار کو باعث تکدر سمجھنے والے کسی مقام پر ٹھوکر کھاویں تو وہ بجائے خود ایک قابل غور مقام پائیں۔

اس عذر کے بعد اس باب کو اللہ کے فضل سے شروع کیا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق (ایڈیٹر)

## قرآن کریم کی شان بلند اسکے ہی الفاظ میں

قرآن کریم نے جو کچھ دعوے اپنے متعلق کیا ہے وہ نرا دعویٰ ہی نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ دلائل و براہین کا ایک لشکر جمع ہے۔ اور یہ امر اپنے اپنے مقام پر انشاء اللہ ثابت ہوتا رہیگا۔

آج میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید نے اپنی شان اور مقام کا کن الفاظ میں اظہار کیا ہے۔

۱۔ لاریب فیہ۔ اس میں کوئی شک و تردد نہیں۔ اور کوئی ہلاکت کی راہ نہیں۔ یعنی قرآن مجید کی تعلیمات و ہدایات انسان کو محل شکوک و اوہام میں نہیں ڈال دیتی ہیں۔ بلکہ وہ یقینیات کے درجہ تک پہنچاتا ہے۔ ظنون

بلحاظ قیاسات شک رہنے نہیں دیتا۔ نیز قرآن مجید کی تعلیم
کے نتائج ہمیشہ بابرکت اور زندگی بخش ہیں۔ اسکی تعلیم کا ہر شعبہ
اور اس کی ہدایت کی ہر ہیرا انسان کے لئے باعث حیات ہے
اسمیں فرضی اور خیالی باتیں نہیں۔ بلکہ واقعات اور
صداقتیں ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا۔ بالحق
انزلناہ وبالحق نزل۔ یعنی قرآن مجید کو ضرورت حقہ کے وقت
نازل کیا ہے۔ اور وہ ضرورت حقہ کے تمام سامانوں کو لیکر
آیا ہے ؛

(۲) ھدی للمتقین۔ متقیوں کا ہدایت نامہ ہے یعنی
تقویٰ کے تمام مدارج کی تعلیم اسی میں ہے۔ اور جسقدر متقی
جماعتیں دنیا میں گذری ہیں سب نے قرآنی تعلیم ہی کی رو سے صداقت
کام کرتی تھی۔ اس لئے کہ اس کی ہدایت ایسی ہدایت ہے
جو مضبوط اور مستحکم اصولوں پر قائم ہے۔ چنانچہ فرمایا۔
ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم (۱۵-۱)
بے شک یہ قرآن اس تعلیم کی ہدایت کرتا ہے۔ جو بہت
سیدھی اور بہت کامل ہے ؛

پھر فرمایا :- ان ھدی اللہ ھو الھدی۔ ہدایت اللہ
ہی کی ہدایت ہے۔ پھر فرمایا۔ یھدی بہ اللہ من اتبع
رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور
ان لوگوں کو جو اس کی خوشنودی کے پیچھے لگتے ہیں سلامتی
کی راہوں پر لگاتا اور چلاتا ہے۔ اور انکو رسم۔ عادت اور
جہالت کی تاریکیوں سے نکالکر نور کی طرف لے جاتا ہے ؛

(۳) وانہ لتذکرۃ للمتقین۔ یعنی قرآن شریف متقیوں کو
وہ سارے امور یاد دلاتا ہے۔ جو ان کی فطرت میں مخفی اور مستور
تھے۔ یا یہ کہو کہ قرآن مجید جو متقیوں کا ہدایت نامہ ہے
اسکی تعلیمات پر عمل کرنیوالی امت کو ایک زندہ جاوید قوم
بنا دیتا ہے۔ انسانی فطرت حیات ابدی چاہتی ہے اس
کے لئے قرآن مجید کی عملی روح اپنے اندر پیدا کرنا لازمی ہے
عمل بالاسلام کی روح ہی زندہ جاوید بنا سکتی ہے ؛

(۴) انہ لقرآن کریم۔ یہ قرآن ایک بزرگ اور
عظیم الشان کتاب ہے ؛

قرآن کریم کی اس عظمت کے اظہار سے پہلے اللہ تعالیٰ نے
مطالع اور مناظر نجوم کو بطور شاہد بر رنگ قسم پیش کیا ہے
چنانچہ فرمایا :- فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم
لو تعلمون عظیم۔ یعنی میں قسم کھاتا ہوں مطالع اور مناظر
نجوم کی۔ اور یہ قسم ایک بڑی قسم ہے۔ اگر تمہیں حقیقت پر
اطلاع ہو۔ کہ یہ قرآن ایک بزرگ اور عظیم الشان کتاب ہے،
پھر فرمایا کہ اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو پاک باطن ہوں۔
اس قسم مناظر و مطالع نجوم کو اس مقام پر ایک خاص مناسبت
یہ ہے۔ کہ قرآن کریم کی شان بلند کا اظہار لفظ کریم سے
کیا گیا ہے یعنی وہ روحانی بزرگیوں پر مشتمل ہے۔ اپنے متبعین
کو بھی وہ مکرم بنا دیتا ہے۔ اور بباعث نہایت بلند اور
رفیع دقایق و حقایق کے بعض کوتاہ بینوں کی نظروں میں
اسی وجہ سے چھوٹا نظر آتا ہے۔ جس وجہ سے ستارے چھوٹے
اور نقطوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ بات نہیں۔ کہ
درحقیقت وہ چھوٹے ہیں۔ بلکہ چونکہ مقام ان کا نہایت
اعلیٰ اور ارفع ہے۔ اس لئے انسان اپنے قصور نظر سے
انہیں چھوٹا سمجھ لیتا ہے۔ اسی طرح قرآنی ہدایات و تعلیمات
کی عظمت عام لوگ نہیں کر سکتے۔ جس قدر انسان اپنے
نفس کو تزکیہ اور تطہیر کی طرف لے جاتا ہے۔ اسیقدر قرآن کریم
کی عظمت اور جلال اسے نظر آتا جاتا ہے۔ پس قرآن کریم
کی شان بلند اور مقام کی کبھی تحقیر نہ کرو۔ اگر کوئی بات فہم
میں نہیں آتی۔ تو اسے اپنے فہم کا قصور یقین کرو۔ اس
حق و حکمت کی کتاب میں کوئی ایسی تعلیم یا ہدایت ہی نہیں

# جاہدوا فی سبیل اللہ

جہاد کو محض قتال کے معنوں میں لے لینا صریح غلطی اور نادانی ہے۔ وہ لوگ جنھوں نے اسلام کے خلاف کتابیں لکھیں اور اسپر اعتراض کرنے میں اپنی ساری کوششوں ہمتوں اور طاقتوں کو خرچ کر دیا ہے۔ انہوں نے جہاد کے پاک اور مقدس اصول کو قتل و غارت کا مترادف سمجھ لیا۔ اور اس ظلم عظیم نے اسلام اور مسلمانوں کو سیاسی نکتہ نگاہ سے بہت خوفناک چیز بنا دیا۔ مجھے کھلے دل سے اعتراف کرنا چاہیئے۔ کہ بعض جاہل اور حقیقت سے ناواقف ملاؤں نے بھی جہاد کے مفہوم اور مقصد کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی اور دراصل اسلام پر اعتراض ان کی ہی سوء فہمی اور غلط کاری کا نتیجہ ہے ؛

قریباً ایک ہزار سال سے اس صداقت پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر اس راز کو کھولا اور بتا دیا۔ کہ بعض متاخرین مصنفین اور یورپ کے معترضین کی نادانی ہے۔ جو اس کو قتال و جدال کے معنوں میں لے لیا۔ آپ نے رسالہ جہاد اور برٹش گورنمنٹ لکھکر اسلام کے چہرہ سے اس داغ کو دور کیا۔ اور اپنی دعوت کے ذریعہ دکھایا کہ

## ایک مجاہد کی زندگی کیسی ہوتی ہے

پس جہاد اور مسیح موعودؑ ایک خطرناک الفاظ پولیٹیکل حلقہ میں سمجھے جاتے تھے۔ آج یہ الفاظ دنیا میں امن اور سلامتی کی ضمانت اور کفالت کا مفہوم اپنے اندر رکھتے ہیں۔ آج ہی کے پرچہ میں کسی دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات میں لکھا گیا ہے کہ تلوار کے جہاد کا خاتمہ

ہے مگر

## اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے،

پس ہماری دعوت اسی دعوت کا اظہار و تکرار ہے۔ دنیا میں حقیقی امن اصلاح نفس اور تزکیہ قلوب سے ہی پیدا ہو سکتا ہے تمام جرائم اور قانون سیاست و عدالت کی خلاف ورزیاں اسی وجہ سے ہوتی ہیں کہ انسان اپنے نفس کی شرارتوں سے باز نہیں آتا۔ قرآن مجید جو اصلاح کی دعوت لیکر آیا ہے۔ اگر وہ ہماری زندگی کا مقصد اولین ہو۔ اور عمل بالاسلام کی روح ہمارے اندر کام کرنے والی ہو۔ تو دنیا سے جرائم مفقود ہو جائیں۔ اور بہشتی زندگی شروع ہو۔ اور حسد و حقد۔ عداوت و مخالفت۔ خیانت و خباثت کا نام و نشان نہ رہے ؛

غرض جہاد کا وہ مفہوم جو اس سے پہلے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے لیا گیا تھا۔ مسیح موعود علیہ السلام کے کہنے کے بعد محض غلط ثابت ہو چکا ہے۔ اور جہاد کے معنے اور حقیقت سعی فی الدین کے ہیں۔ اور اس کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی کام کے کرنے میں بمقابلہ دشمن صعوبات کو برداشت کیا جاوے ؛

مفردات راغب میں اس کے یہ معنے کئے گئے ہیں۔ دشمن کے حملے کے دفاع میں پوری کوشش کرنا خواہ وہ دشمن ظاہری ہو (جیسے اعدائے حق و صداقت) یا باطنی (اسکے نفس و مظاہر شیطانیہ) پس حق و صداقت کے قبول کرنے اور اس کے نشر و اشاعت کی راہ میں تکالیف و صعوبات کا برداشت کرنا انتہائی کوشش کرنا۔ اور اس مقصد کے لئے ہر قسم کے ایثار سے کام لینا یہ حقیقت جہاد ہے۔

میری غرض حقیقت جہاد پر کوئی علمی بحث کرنا نہیں بلکہ اس مقدس فرض کی طرف توجہ دلانا ہے ؛

اسوقت خدا کے فضل و کرم سے ہم ایک محسن اور امن پسند

(۱۷)

سلطنت کے ماتحت ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلطنت برطانیہ کے عہد میں اپنے مبعوث ہونے پر فخر کیا ہے ؛

اور یہ فخر بجا اور درست ہے۔ جس آزادی اور اطمینان کے ساتھ اس سلطنت کے ماتحت ہم اس صداقت و حقیقت کی اشاعت کر سکتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکر آئے۔ کسی دوسری جگہ وہ اسباب۔ وہ امن وہ آزادی میسر نہیں اسلامی سلطنتوں میں کابل کی نظیر ہمارے سامنے ہے۔ جسکی سنگلاخ زمین پر ہمارے پیارے اور واجب الاحترام بھائیوں کا خون محض اس جرم میں بہایا گیا کہ انہوں نے اس پیغام حق و امن کا اظہار کیا۔ جو سلامتی کے شہزادے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ انکو پہونچا تھا۔ برخلاف اسکے ہندوستان میں اور سرکار برطانیہ کے دوسرے مقبوضات بیرونی ہند میں احمدی سلسلہ کس آزادی اور اطمینان کے ساتھ تبلیغ و اشاعت کے فرض کو ادا کر رہا ہے۔ جہاں مخالفین نے اس جماعت کو دکھ دینا چاہا! وہاں ہی گورنمنٹ کے دست انصاف و عدل نے مدد کی پس ایسی حکومت پر کیوں فخر نہ ہو۔ اور کیوں اس کے لئے وفاداری اور عقیدت کے جذبات ترقی نہ کریں ؛

اس پُرامن حکومت میں اصلاح نفس اور اس کے بعد اصلاح مخلوق کے لئے قدم اٹھاؤ۔ اور پھر اس راہ میں ہر قسم کے ایثار کے لئے طیار ہو جاؤ۔ حق کی اشاعت کے لئے تمہارے اندر ایک نہ بجھنے والی آگ ہو۔ جو ابراہیمی جذبہ اور روح پیدا کرے ہر قسم کے جذبات کی آگ کو جو تمہارے خلاف بھڑکائی جائے ٹھنڈا کر دے ؛

کوئی روک کوئی مخالفت تمہارے لئے حوصلہ شکن نہ ہو بلکہ ہر مشکل پر ابتلاء ایک نئی زندگی۔ نئی قوت اور نیا جوش ہمارے اندر پیدا کرنے والا ہو۔ اگر یہ حرارت پیدا ہو جاوے۔ تو کچھ شک نہیں کہ ہم مجاہد فی سبیل اللہ ہوں گے۔ ہمارا جہاد وہ جوش کو بچانے کا ذریعہ ہوگا نہ ہلاک کرنے کا۔ ہماری تلوار لوہے کی تلوار نہ ہوگی۔ بلکہ ہمارے اخلاق فاضلہ اور اعمال حسنہ کی تلوار ہوگی۔ جو قتل نہیں۔ بلکہ زندہ کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اس اولو العزم کے عہد سعادت میں چاہتا ہے۔ کہ ایک امتیازی حقیقت پیدا کرے۔ وقت آگیا ہے کہ پھر دنیا میں ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین کا اظہار ہو۔ خدا کرے کہ اس امتحان میں ہم پورے اتریں۔ آمین

---

# دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے جماعت کی ترقی۔ اتحاد اور تزکیہ نفوس کی تدابیر میں مصروف ہیں۔ قرآن مجید کے درس ہو رہے ہیں۔ آپکی صحت الحمد للہ اچھی ہے ؛

۲۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام کی طبیعت کچھ ناساز رہی مگر اب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ دیگر ممبران خاندان نبوت خوش و خرم ہیں ؛

۳۔ حضرت نواب صاحب دارالامان میں تشریف لے آئے ہیں الحمد للہ

۴۔ احمدیہ کانفرنس۔ ایسٹر کی تعطیلات میں انشاء اللہ ہوگی بالیقین

۵۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کو دروازے وغیرہ لگ گئے ہیں کچھ کام ابھی باقی ہے۔ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ کی توسیع ہو رہی ہے۔ لوئر پرائمری کے لئے نئے کمرے طیار ہو رہے ہیں۔ مسجد کی عمارت مکمل ہو چکی ہے۔ بڑے کمرے کی چھت [illegible] جو جلد طیار ہونے والی ہے ؛

---

احباب! میرے لڑکے [illegible] جو [illegible] گیا ہے۔ امید ہے [illegible] [illegible] مولوی [illegible] حضرت [illegible] [illegible]

# زندہ قوم کے آثار اور خصوصیات

الحکم کی گزشتہ اشاعت میں اس راز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو احیاء ملت کا باعث وحید ہے۔ اور وہ قربانی کی سپرٹ ہے۔ قربانی کا فلسفہ جان دینے یا لینے کے الفاظ میں مخفی نہیں۔ بلکہ اس سے مراد ایثار کی قوت پیدا کرنا ہے۔ اور جس حق کو ہم نے قبول کر لیا ہے اس پر مردانہ وار قائم رہیں۔ اور اس کے پہونچانے میں کوئی چیز ہماری راہ میں روک نہ ہو۔ ہمارا منزل مقصود وہی حق ہو نہ کچھ اور۔

اس کے لئے انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں اور ان کے مخلص اور کامل متبعین کے سوانح ہمارے لئے نشان میل ہیں۔ جو ہر وقت اس مقصد عظمیٰ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اور کامیابی کے راستہ کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہیں۔

جب کوئی قوم مختلف قسم کی قربانیوں کے بعد زندہ ہوتی ہے تو اس کے آثار اور خصوصیات بجائے خود ایک ایسی چیز ہوتی ہیں۔ جو اس کی آیندہ زندگی اور نشوونما کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ جب تک کوئی قوم اور کوئی سوسائٹی اپنی خصوصیات کو ترک نہیں کرتی۔ اس میں زندگی کی ایک حرکت اور زندگی بخش جد و جہد کے آثار پائے جاتے ہیں لیکن جب وہ ان خصوصیات کو ترک کر دیتی ہے۔ تو وہ خصوصیات کا ترک کرنا نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی ہستی کو خطرہ میں ڈال دینا اور اپنے ایوان قومی کی عمارت کی اینٹوں کو منتشر کرنا ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس بات کو ہمیشہ مد نظر رکھیں کہ ہم کہاں تک اپنی قومی خصوصیتوں کو قائم رکھتے ہیں۔ ہر وقت انفرادی اور مجموعی حالت میں ان امور کا معاینہ کرتے رہنا لازمی ہے۔

احمدیت کے ذریعہ جو احیاء ملت ہوا ہے۔ اور اس نے اسلام میں ایک نئی زندگی کی روح پھونکی ہے۔ اس سانس کے ساتھ جو اس کے نتھنوں سے جاری ہوا ہے۔ احمدی قوم کی خصوصیات کا بھی ایک باب کھل گیا ہے۔

احمدیت کی خصوصیات کوئی جدید خصوصیات نہیں بلکہ یہ وہی ہیں۔ جو ہمیشہ سے اس جماعت کی خصوصیات ہوتی ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ بنتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی کتاب میں حزب اللہ یا اولیاء اللہ یا مومنین کی جماعت کہلاتی ہے۔ پھر اس جماعت کی خصوصیات دنیا کے لئے رحمت اور برکت کا موجب ہوتی ہیں نہ کسی مضرت کا۔ مگر دنیا کے فرزند ان خصوصیات کو اس نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ گویا وہ دنیا کے لئے نہایت منحوس اور زیان کاری کا ذریعہ ہیں۔

جب جب خدا تعالیٰ کا کوئی برگزیدہ نبی آیا۔ تو اندھی دنیا کے پرستاروں نے اس کی اور اس کی قوم کی مخالفت کی۔ اس کو اختلاف پیدا کرنے کا ملزم قرار دیا۔ مگر واقعات اور تاریخ گواہ ہے کہ وہ اختلاف دراصل ایک صحیح اور مستقل اتحاد کا باعث ہوتا ہے۔ اور وہ جماعت جو اس کے ہاتھ پر طیار ہوتی ہے۔ اگرچہ اپنے ابتدائی ایام زندگی میں ایک الگ ہونیوالا گروہ نظر آتا ہے۔ مگر آگے چلکر وہ وحدت اور اتحاد کی زندہ مثال بنجاتی ہے

احمدی قوم بھی اسی کلیہ اور قاعدہ سے الگ نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو تمام نبیوں کا موعود چلا آتا تھا اپنے وقت پر نازل کیا۔ اور نوح کی طرح اس کو حکم دیا کہ وہ ایک کشتی طیار کرو۔ اس کشتی کے سوار اسی طرح دنیا سے الگ اور جدا ہو گئے۔ جیسے نوح علیہ السلام

کے عہد میں ممتاز ہوئے تھے لیکن یہ امتیاز یہ برگزیدگی بڑ و عقل اور علمی خیالات کے لوگوں کی نظر میں ایک اختلاف تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ اعتراض سنت انبیاء کے موافق کیا گیا۔ کہ آپ نے تفرقہ پیدا کر دیا۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا یہ تفرقہ نہ تھا۔ بلکہ وحدت و اتحاد کا اصل راز اس کی تہ میں تھا۔ مسلمانوں کے وہ قضایا اور تنازعات جو مذہبی رنگ رکھتے تھے۔ اور جو کبھی مقلدین اور غیر مقلدین کی صورت میں اور کبھی سنی اور شیعہ کے رنگ میں سر نکالتے تھے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے والوں میں بالکل مٹ گئے۔ اس کی ہستی اور وجود میں ایک ایسی قوت اور تاثیر تھی۔ کہ وہ تمام نزاعوں کو اپنی ایک آواز میں نہ صرف ختم کر دیتا تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی فریقین میں ایک شرح صدر اور انبساط پیدا کر دیتا تھا ؎

(۲۰)

جیسا کہ الٰہی سلسلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے اس سلسلہ میں بھی کچھ کالی بھیڑیں تھیں۔ ان کے قلوب میں بعض کمزوریاں اور اغراض مخفیہ تھیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سعادت یا آپ کے خلیفہ اول کے عہد خلافت میں جب کبھی سر نکالنا چاہتی تھیں۔ تو فوراً کچل دی جاتی تھیں لیکن خلافت اولیٰ کے عہد کے اختتام پر انہوں نے چاہا تھا کہ قوم کو اپنے اثر سے ایسے راستہ پر ڈال دیں۔ جو اس کی خصوصیات کو رائج نام کے مذبح پر قربان کر دی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر پھر دستگیری فرمائی۔ اور اس وجود کو اس بار خلافت کا امین اور اہل قرار دیا۔ جو خدا اور اس کے فرشتوں کی زبان پر

## اولوالعزم تھا

کچھ شک نہیں ایک خطرناک طوفان بے تمیزی پیدا کیا گیا مگر اس کے ساتھ ہی بڑا معجزہ بھی ظاہر ہوا۔ اب جبکہ خدائی سلسلہ اس حملہ میں بھی جو اندرونی حملہ تھا۔ بچ گیا۔ احمدی جماعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی قومی خصوصیات اور امتیازات کو قائم رکھے۔ کیونکہ یہ امتیازات ہی دوسروں کے لئے سلسلہ میں آنے کے محرک ہیں۔ دیکھ لو وہ عضو معطل کی طرح کٹ جانے والے وجود اپنی خصوصیتوں کو مٹانے کے وعظ کرنے کے باوجود بھی تمہارے برخلاف کامیاب نہیں ہو سکتے۔

انہوں نے غیروں میں خود جذب ہونے کی پولیسی کو اختیار کیا۔ اور ہم پر مختلف قسم کے الزام لگائے اور لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکانے کے لئے ان کے جذبات کو اپیل کیا مگر تم قدرت خدا کا تماشہ دیکھو کہ غیر احمدی کس کثرت کے ساتھ اس سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

پس تمہارے فرائض اور تمہاری ذمہ واریاں دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ اور وہ تمہاری خصوصیات اور عملی آثار کے پیچھے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی سالانہ تقریروں میں ان خصوصیات کی طرف تمہیں توجہ دلائی ہے۔ انہیں اپنے مطالعہ میں رکھو۔ اور اپنے عمل سے دکھا دو کہ خدا کے فضل سے

## تم ایک زندہ رہنے والی قوم ہو

الحکم کی اگلی اشاعتیں انشاء اللہ اس متن کی تشریح کرینگی ؎ اور دکھایا جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے عہد میں کس طرح پر یہ باطل سر نکالتا رہا۔ اور کس طرح پر اس کا تدارک ہوتا رہا۔ صحیح واقعات اس حقیقت کا اظہار کرینگے۔ میری غرض صرف جماعت کو واقعات سے واقف اور آگاہ رکھنا ہے اور بس ؎

---

ان احباب کا شکریہ ہے۔ جو اجرائے الحکم پر عملی مسرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ایڈیٹر

# مختصر نوٹ و نکات

## تسخیر قلوب کا ذریعہ اخلاق فاضلہ ہیں

اسلام کی گذشتہ تاریخ پر پُر غور نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چیز جس نے دنیا کو اسلام کا گرویدہ بنا دیا۔ اس کی پاکیزہ، معقول اور عام فہم تعلیم کے علاوہ اسکی عملی سچائیاں اور اخلاقی معجزات تھے۔ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی معجزات نے عرب میں وہ کام کیا۔ کہ دنیا کی تاریخ میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی۔ وہ قوم جو دنیا میں کسی کے سامنے اپنا سر نہیں جھکا سکتی تھی۔ وہ نہ صرف فرمانبردار بنی بلکہ ہر ایک انہیں سے آپ کا جان نثار خادم تھا۔ اور اپنے لئے موجب فخر سمجھتا تھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و حکم کے ماتحت اپنی جان قربان کرنے کا موقع پا سکے پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں ان کی اخلاقی فتوحات کی نظیریں بکثرت سے ملینگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ بادشاہ ہو کر بھی نخوت و خود پسندی کے رذائل سے پاک اور صاف تھے۔ فاروق اعظم جیسا جلیل الشان خلیفہ اپنی پشت پر سامان خوراک اٹھائے ہوئے ایک حاجتمند کے گھر لئے جاتا نظر آ رہا ہے۔ غرض اخلاقی معجزات نے اسلام کو آفاق میں پھیلایا۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے قرآن کریم کو چھوڑا۔ اخلاق فاضلہ بھی ان سے رخصت ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں نازل فرمایا۔ جبکہ اخلاقی موت دنیا پر وارد ہو رہی تھی۔ آپ نے اپنے طرز عمل سے پھر اس کو زندہ کیا۔ ضرورت ہے کہ ہم اسی نقش قدم پر چلیں۔ اور غیروں کے قلوب پر اخلاقی معجزات سے فتح حاصل کریں ۔

# مخالفت کا جوش اور ہمارا طرز عمل

یہ ایک عجیب بات ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کا جوش اب پھر بڑھ رہا ہے اور اب اسکی وہ حالت ہے کہ حضرت مسیح موعود ؑ کی زندگی کے ایام کی طرح ہر طرف مخالفین کوشش کر رہے ہیں کہ اس سلسلہ کو دنیا سے مٹا دیں مولوی محمد حسین بٹالوی جو اپنی کوششوں میں تھک ہار کر بیٹھ گئے تھے وہ اس سلسلہ کی مخالفت کے لئے ان لوگوں کے ساتھ ملکر کام کرنے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں جن کو وہ اپنے خیال میں چھپا ہوا مرزائی کہا کرتے تھے اور ہندوستان کے مختلف حصص میں اس جوش کو بھڑکایا گیا ہے یہ مخالفت کا جوش ہمارے عزائم اور دائرہ عمل کو وسیع اور مضبوط کرنے کے لئے ایک تحریک ہے جو اللہ تعالےٰ نے خود پیدا کر دی ہے اور مخالفین کی ان سر توڑ کوششوں میں سلسلہ کا ترقی پانا اور بڑھنا ایک زبردست ثبوت ہوگا اسکی صداقت اور منجانب اللہ ہونے پر مگر خدا تعالیٰ کی نصرت اور اسکے فضل کے جذب کرنے کے لئے ہماری ہمتوں اور حوصلوں کی وسعت ہونی چاہیئے۔ پہلے ہم اپنے فرائض کو پورا طور پر ادا کریں اور جہانتک ہماری ہمت اور طاقت ہے ان مخالفین کی کوششوں کا مقابلہ کریں یہ مقابلہ اخلاقی اور علمی مقابلہ ہے ان کی جہالتوں اور شرارتوں کا مقابلہ کرنے کی ہمکو ضرورت نہیں انہیں حوالہ بخدا کر دو اعتراضات کے معقول اور متین جواب دو اپنے عمل سے دکھا دو کہ تمنے ایک برگزیدہ مرسل اور خدا کے فرستادہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔ امن پسند شہری ہو کر رہو حضرت مسیح موعود کے اس ارشاد کو ہمیشہ زیر نظر رکھو

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار
نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں